ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

سیدنا سعید بن زید: دینی زندگی کا ایک نمونہ

Syedina Saeed Bin Zaid: An Exemplar of Spirituality

***Muhammad Abdur Rehman**
Lecturer, Cadet College Choa Saidan Shah, Chakwal

Abstract:
Syedina Saeed Bin Zaid, a prominent figure in early Islamic history, stood as a beacon of unwavering faith and staunch monotheism amidst the idolatrous society of pre-Islamic Arabia. This paper delves into the life and legacy of Syedina Saeed Bin Zaid, exploring his steadfast commitment to the pursuit of truth and his rejection of idol worship. Born into the tribe of Adi, Syedina Saeed Bin Zaid was renowned for his rejection of polytheism and his quest for monotheism. Despite facing persecution and ridicule, he remained resolute in his beliefs, earning the admiration of those who witnessed his unwavering commitment to the truth. The paper examines Syedina Saeed Bin Zaid's encounters with various religious figures and his relentless search for guidance, which ultimately led him to reject the idolatry of his society and embrace the path of monotheism. It highlights his encounters with the Prophet Muhammad (peace be upon him) and the profound impact he (ﷺ)had on his spiritual journey. Furthermore, the paper explores the poetic eulogy written by Waraqah bin Nawfal, a close associate of Zaid, lamenting his untimely demise and celebrating his unwavering dedication to truth and monotheism. In conclusion, the paper reflects on the enduring legacy of Zaid bin Amr bin Nufail, whose steadfastness and conviction serve as an inspiration for believers seeking truth in the face of adversity. His life exemplifies the timeless struggle for faith and the pursuit of righteousness in the quest for divine guidance.

Keywords: *Monotheism, Pre-Islamic Arabia, Faith, Conviction, Idolatry, Islamic History, Pursuit of Truth, Perseverance, Spiritual Journey*

سیدنا سعید بن زید

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ میں نو حضرات کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر ایک دسویں آدمی کے بارے میں یہی شہادت دوں کہ وہ جنتی ہیں تو گناہ گار نہ ہوں گا، آپ سے کہا گیا: آپ کس بنیاد پر یہ بات فرما رہے ہیں؟ تو (اس کے جواب میں) حضرت سعید نے بیان کیا: ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرا پہاڑ پر تھے (پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی اور وہ حرکت کرنے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے حرا! ساکن ہو جا اس وقت تیرے اوپر یا تو اللہ کے نبی ہیں، یا صدیق یا شہید۔ (اس کے بعد حضرت سعیدؓ سے) دریافت کیا گیا: وہ کون حضرات تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ ایک خود رسول اللہ ﷺ (آپ کے علاوہ) ۲۔ ابو بکرؓ، ۳۔ عمرؓ، ۴۔ عثمانؓ، ۵۔ علیؓ، ۶۔ طلحہؓ، ۷۔ زبیرؓ، ۸۔ سعدؓ (یعنی ابن ابی وقاص) اور ۹۔ عبدالرحمن بن عوفؓ۔ لوگوں نے آپ سے کہا: بتلائیے کہ دسواں آدمی کون ہے؟ تو فرمایا: خود یہ بندہ[i]

ابتدائی حالات و نام و نسب

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کا تعلق قبیلہ عدی سے تھا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ آپ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی اس کے در و دیوار نغمۂ توحید سے آباد رہا کرتے تھے۔ آپ کے والد ایسی شخصیت کے مالک تھے کہ ان کا تذکرہ ان کے عظیم بیٹے کے حالات میں یقیناً قارئین کے لیے ایمان افروز ہو گا۔ ان کی تعریف آنحضور ﷺ نے خود بارہا فرمائی۔ حضرت سعید بن زیدؓ کے والد زید

JAHAN TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

بن عمرو بن نفیل حضرت عمر بن خطابؓ کے چچازاد تھے۔ عمرو بن نفیل اور خطاب بن نفیل آپس میں بھائی تھے۔ تاریخ میں حضرت سعیدؓ کو حضرت عمرؓ کا چچازاد بھائی کہا جاتا ہے، جبکہ حقیقت میں وہ آپ کے بھتیجے تھے۔

عربوں کے ہاں یہ عرف تھا کہ چچازاد بھائی کے بیٹے کو بھی چچازاد کہہ دیا جاتا تھا۔ چونکہ حضرت عمرؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کی عمر میں زیادہ تفاوت نہیں تھا اور حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب حضرت سعیدؓ سے بیاہی ہوئی تھیں، اس لیے ان کو آپس میں چچازاد سمجھا جاتا ہے۔

منفرد مواحد

عرب کے بت پرست معاشرے میں ہر دور میں کچھ اِکا دُکا لوگ ایسے رہے ہیں جو بت پرستی سے متنفر اور توحید کے قائل ہوتے تھے۔ ان کو حنفاء کہا جاتا ہے۔ کئی لوگوں کے نام حنفاء میں شمار کیے گئے ہیں، جن کا تذکرہ تاریخ وسیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ حنفاء میں سب سے اہم نام زید بن عمرو بن نُفَیْل کا ہے۔ یہ بتوں سے برملا اظہارِ برأت کرتے تھے۔ ان پر چڑھائی جانے والی نذر و نیاز کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ جب مشرکین اپنے بتوں کی تعظیم کے لیے جانور لے کر ان بتوں کے استھان پر ذبح کرتے تو آپ ان کے اس عمل پر نکیر فرماتے۔ اس کے نتیجے میں کئی مرتبہ ان کا چچا خطاب بن نفیل انھیں برا بھلا کہتا اور بسا اوقات ان پر ہاتھ بھی اٹھاتا۔ اکثر اپنے قبیلے کے لونڈوں اور سفہا کو ان کے پیچھے لگا دیتا جو انھیں اذیتیں پہنچاتے۔ اس سب کچھ کے باوجود زید بن عمرو اپنے عقیدۂ توحید پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے۔

اس معاشرے میں پائے جانے والے دیگر حنفاء کے حالات میں کسی دوسری شخصیت کو ایسی مشکل گھاٹیوں سے نہیں گزرنا پڑا جو زید بن عمرو کا مقدر بنیں۔ ظاہر ہے کہ جب آنحضور ﷺ نے نبوت کے بعد اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا تو آپ پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے گئے وہ الگ اور منفرد موضوع ہے، ان کی مثال تو تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ آپؐ محض ایک مواحد فرد نہیں تھے، آپ تو اللہ کے رسول اور وہ بھی آخری اور سید المرسلین والآخرین تھے۔ آپؐ کا موازنہ کسی بھی دوسری شخصیت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔

ایمان افروز خطبہ

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بچپن میں زید بن عمرو کو دیکھا۔ وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ خانہ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ انھوں نے اس موقع پر وہاں موجود قریش کے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: اے معشر قریش! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں زید بن عمرو کی جان ہے، میرے سوا تم میں سے کوئی بھی اس وقت دین ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے۔ پھر بڑی حسرت کے ساتھ کہا: اے اللہ! اگر میں جانتا کہ تیری عبادت کا صحیح طریقہ کیا ہے، تو تیری ذات کی قسم میں اس کے مطابق تیری عبادت کرتا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ سجدے میں گر گئے [ii]

یہ عظیم اور ایمان افروز خطاب ہے! اللہ کے اس مخلص بندے کے حالات، خطابات اور اشعار پڑھتے ہوئے آنکھیں فرطِ جذبات سے اشک بار ہو جاتی ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ!

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

تلاشِ حق میں سرگرداں!

جناب زید بن عمرو اپنے بڑھاپے کے باوجود تلاشِ حق میں مکہ سے نکل کر عراق وشام کی طرف گئے اور وہاں یہودیت و نصرانیت کے علاوہ صابی مذہب کے پیروکاروں کو بھی دیکھا، مگر ان سب میں ان کو حق نہ مل سکا۔ اسی دوران اس علاقے کے شہر موصل میں ان کی ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس سے بھی کچھ معلومات تو ملیں، مگر تشفی نہ ہوئی۔ پھر بلقا (دمشق کے نواح میں ایک پہاڑی مقام) کے علاقے میں ایک اور راہب سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا: یوں شہروں کی خاک چھاننے کی بجائے تم اپنے شہر میں واپس چلے جاؤ، اللہ کا آخری نبیؐ وہاں مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کی آمد بہت جلد متوقع ہے۔ یہ سن کر آپ وہاں سے واپس چل پڑے۔ راستے میں ایک جگہ قبیلہ لخم کے بدوؤں کو انھیں ملے، جنھوں نے انھیں لوٹ بھی لیا اور قتل بھی کر دیا۔ آخری وقت میں ان کی زبان پر یہ دعا آئی: اے اللہ! مجھے تیرے سچے نبی کی صحبت حاصل نہیں ہو سکی، میرے بیٹے سعید کو یہ سعادت ضرور عطا فرمانا۔[iii]

ورقہ بن نوفل کا مرثیہ

زید بن عمرو کی شہادت کی اطلاع مکہ میں پہنچی تو ان کے خاندان کا ہر فرد غم زدہ ہوا، مگر ورقہ بن نوفل ان کے قتل پر سب اہلِ قریش سے زیادہ غمگین ہوئے۔ آنحضور ﷺ کے لیے بھی یہ سانحہ دل دوز تھا۔ آپؐ زید بن عمرو سے ایک خصوصی محبت و شغف کا تعلق رکھتے تھے۔ بہر حال ورقہ بن نوفل نے ان کا جو مرثیہ لکھا وہ بڑا دردناک ہے۔ ورقہ بن نوفل بھی بتوں سے متنفر تھے۔ وہ توراۃ اور انجیل کے عالم بھی تھے۔

رَشَدْتَّ وَ اُنْعِمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَ اِنَّمَا
تَجَنَّبْتَ تَنُّوراً مِنَ النَّارِ حَامِيَا

اے زید بن عمرو! تو نے راہِ ہدایت پائی اور تجھ پر اللہ کی نعمتیں تمام ہوئیں۔ تو خوش قسمت ہے کہ آگ کے تنور سے جس کے شعلے بڑے شدید ہیں، خود کو بچا لیا۔

بِدِيْنِکَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ کَمِثْلِہٖ
وَتَرْکُکَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِیْ کَمَا هِيَا

تو نے یہ کامیابی اس دین کو اختیار کرنے سے حاصل کی جو حقیقی رب کا دیا ہوا ہے، اس رب کی کوئی مثل نہیں ہے۔ تو نے بتوں کو ترک کر دیا کیونکہ ان کی پیروی اللہ کی نافرمانی ہے۔

وَ اِدْرَاکُکَ الدِّينَ الذی قد طَلَبْتَہٗ
وَلَم تَکُ عَنْ تَوْحِيد رَبِّکَ سَاهِيَا

تجھے یہ شعور حاصل ہوا کہ تو نے سچے دین کی تلاش میں محنت کی اور اسے پالیا اور تو نے کبھی بھی اپنے رب کی توحید کو فراموش نہ کیا۔

فَاَصبحتَ فی دارٍ کریمٍ مُقامُها
تُعَلَّلُ فيها بالکرامۃِ لاهيا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

پس تو اس گھر کا مستحق ٹھہرا جس میں قیام عزت و احترام کا باعث ہے۔ تو اس مقام پر پوری عزت و شان کے ساتھ رونق افروز ہے۔

تُلاقی خلیل اللہ فیہا ولم تَکُنْ
من النَّاس جبَّارًا الی النار ھاویا

وہاں تو ابراہیمؑ خلیل اللہ سے جاملا اور تو ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو دنیا میں بغاوت و کبر کا اعلان کرتے ہیں اور آگ کے گڑھے کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

وَقَدْ تُدْرِکُ الْاِنْسَانَ رَحْمَۃُ رَبِّہِ
وَلَوْ کَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سِتِّیْنَ وَادِیَا

اللہ کا بندہ اپنے رب کی رحمت سے بارآور ہوا اور اگر زمین کے نیچے ستر وادیوں تک گہرائیوں سے بھی اسے دفن کیا جائے تو اللہ کی رحمت اسے اوپر اٹھالے گی۔[iv]

پیغام توحید بذریعہ اشعار

زید بن عمرو خود بھی بہت بڑے خطیب اور عظیم شاعر تھے۔ ان کے اشعار ان کے عقائد کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں اور توحید ربّانی کی زندہ مثال ہیں۔ ان کے طویل قصائد جو سیرت نگاروں نے لکھے ہیں، ان میں سے چند اشعار ہم نذر قارئین کرنا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ
اَدِیْنُ اِذَا تُقسمت الاُمورُ

کیا (سلامت روی یہ ہے) کہ میں ایک رب کی عبادت کروں یا ہزار الٰہوں کی بندگی کا اعلان کروں جیسا کہ لوگوں نے ان کو آپس میں بانٹا ہوا ہے؟ [ہر قبیلے کا اپنا بت تھا]

عَزَلْتُ اللّات والعُزّٰی جمیعا
کَذٰلِک یَفْعَل الجَلْدُ الصَّبُورُ

میں نے لات اور عزیٰ سب سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ جس شخص کو بھی اللہ سنجیدگی اور صبر بخشے وہ یہی راستہ اپنائے گا۔

فَلا العُزّٰی اَدینُ وَلا ابنَتَیْہا
وَلا صَنَمَیْ بنی عمرٍو اَزُورُ

میں نہ تو عزیٰ کی پرستش کرتا ہوں نہ اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں۔ میں بنی عمرو کے دونوں بتوں پر بھی کبھی حاضری نہیں دیتا۔

وَلا ہُبُلًا اَدینُ وَکَانَ رَبًّا
لَنا فی الدَّھر اذ حُلْمِی یَسِیْرُ

جب میں بالکل بچپن میں تھا اور ہبل نامی بت کو ہمارا پروردگار قرار دیا جاتا تھا، میں نے اس صغر سنی میں بھی ہبل کی کبھی پرستش نہیں کی۔

عَجِبْتُ وفی اللَّیالی مُعْجباتٌ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

وفی الاَیَّامِ یَعْرِفُہا الْبَصِیْرُ

میں اللہ کی قدرتوں پر حیرت میں ڈوب جاتا ہوں۔ دن رات میں کتنے عجوبات ہیں، مگر انھیں صاحبِ بصیرت ہی سمجھ اور پہچان سکتا ہے۔

بِاَنَّ اللہ قَدْ اَفْنَی رِجالًا
کَثِیْرًا کان شأنہُمُ الفُجُوْرُ

اللہ نے کتنے ہی نافرمان اور باغی تباہی کے گھاٹ اتار دیے، جنھیں اپنی قوت و کثرت کا گھمنڈ تھا۔

وَ اَبْقَی آخرین ببرّ قَوْمٍ
فیَرْبلُ منْہُمُ الطفلُ الصَّغیرُ

اور کئی دیگر لوگوں کو ان کی نیکی کے سبب زندگی اور نعمتیں عطا فرمائیں تا آنکہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے پرورش پا کر کثیر تعداد میں پھیل گئے۔

وَلَکِنْ اَعْبُدُ الرَّحْمنَ ربی
لِیَغْفِرَ ذَنْبِی الرَّبُّ الْغَفُوْرُ

میں اپنے پروردگار رحمن کی عبادت کرتا ہوں تاکہ میرا ربِ غفور میرے سب گناہوں کی بخشش فرمادے۔

کفارِ عرب رحمان کو نہیں مانتے تھے۔ وہ کہتے تھے یہ رحمان کون ہے؟ اس خوش بخت عرب موحد نے اپنے شعر میں رحمان و غفور سے اپنے قریبی تعلق کا اظہار کر کے کتنی بڑی سعادت حاصل کرلی ہے۔

مزید ایمان افروز اشعار

اپنے طویل اور موثر قصیدوں میں جناب زید بن عمرو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو یوں بیان کرتے ہیں کہ ان کے اندر قرآن وسنت میں دی گئی ہدایات کی روشنی جھلکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب حکمتیں اللہ ہی کی طرف سے ان کے قلبِ توحید پرست پر القا ہوتی ہوں گی۔ علامہ اقبال نے اپنے اشعار کے بارے میں کہا تھا کہ کئی مرتبہ میں سوچتا رہتا ہوں اور کوئی شعر زبان پر نہیں آتا اور بعض اوقات اللہ کی طرف سے ایسی رہنمائی ملتی ہے کہ اشعار خود بخود میری زبان سے ادا ہونے لگتے ہیں۔ زید کے بامعنی اشعار میں ایک بار پھر دیکھیے کہ اللہ کا یہ موحد بندہ کیسی خالص توحید اور اللہ سے اپنی بندگی کا تعلق نوکِ زبان پر لاتا ہے:

اِلی اللہ اُھدِی مِدْحی و ثنائیا وقَوْلًا رَصینا لاینی الدَّھْرَ بَاقِیَا
الی الملک الاعلٰی الذی لیس فوقہ الاہٌ ولا رب یکونُ مُدانیا
الا ایہا الانسانُ اِیَّاک والرَّدَی فَانَّک لا تخفی من اللہ خافیا
وَاِیاک لا تجعل مع اللہ غیرہ فانَّ سبیل الرشد اصبح بادیا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

میں اپنے مالک اللہ کی خدمت میں اپنی مدح وثنا کا ہدیہ پیش کرتا ہوں اور میں ایسی پسندیدہ بات رب ذوالجلال کی خدمت میں عرض کرتا ہوں جس کو گردشِ ایام کمزور اور معدوم نہ کرسکے۔

اس شہنشاہ اعظم کی خدمت عالی میں اپنا ہدیہ پیش کرتا ہوں جس سے بالا کوئی معبود نہیں اور کوئی ایسا پروردگار اور مالک کہیں نہیں پایا جاتا جس میں اس کی صفات کا کوئی ذرّہ بھی موجود ہو۔

اے انسان! ہوش میں آ، اپنے آپ کو تباہی سے بچا۔ بلاشبہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی چھپا نہیں سکتا۔

(اے انسان!) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو شریک کرنے سے ہمیشہ بچ کر رہ۔ راہِ ہدایت تو بالکل واضح اور ظاہر ہو چکی ہے[v]

ابراہیمؑ کا سچا پیروکار

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ زید بن عمرو کے لیے دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ اُمَّۃً وَاحِدَۃً۔ وہ روز قیامت اکیلا ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔[vi]

ابن اسحق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ زید بن عمرو جب بھی مسجد حرام میں قبلہ رخ ہوتے تو کہتے: لبیک حقًّا حقًّا تعبدا ورقًّا۔ یعنی اے اللہ! میں حاضر ہوں تو ہی حق ہے، تو ہی عبادت کے لائق ہے اور میں پوری رقت قلبی کے ساتھ تیری ہی عبادت کے لیے خود کو وقف کرتا ہوں۔

فانَّ سبیل الرشد اصبح بادیا
عُذْتُ بِمَا عَاذَ بِہٖ اِبْرَاہِیْمُ
مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَہُوَ قَائِمُ

اے اللہ راہِ ہدایت تو بالکل واضح ہے، میں اسی طرح اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم g نے تیری پناہ طلب کی تھی جبکہ وہ قبلہ رخ تیرے سامنے کھڑے تھے۔[vii]

ایک صحابی کی گواہی

عامر بن ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے زید بن عمرو بن نفیل کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے یہود ونصاریٰ اور مجوس کے علما سے ملاقاتیں کیں، ملک ملک کی خاک چھانی اور سب لوگوں سے اللہ کے نبی کے بارے میں پوچھا۔ مجھے جو کچھ معلوم ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انا انتظر نبیًّا من ولد اسماعیل، ثم من بنی عبد المطلب ولا ارانی ادرکہ وانا اؤمن بہ واصدقہ واشھد انہ نبی۔۔۔۔۔۔۔ میں جس نبی کا منتظر ہوں وہ اسماعیل کی اولاد سے ہوگا۔ پھر اسماعیل کی شاخ بنو عبد المطلب سے اس کا تعلق ہوگا۔ مجھے (اپنے بڑھاپے کی وجہ سے) امید نہیں ہے کہ اس کا زمانہ پاسکوں اور میں اسے دیکھ سکوں لیکن میں اس پر ایمان لاتا ہوں، اس کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ وہ اللہ کا سچا نبی ہے۔ اگر اللہ نے تجھے مہلت دی اور تو نے اس کا دور پایا تو ضرور اس کی بات ماننا اور اسے میرا سلام عرض کرنا۔

JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

میں تجھے اس کی علامات بتا دیتا ہوں تا کہ تجھے اس کے پہچاننے میں مشکل پیش نہ آئے۔ وہ مناسب قد و قامت کی شخصیت ہے نہ بہت لمبا اور نہ ہی بہت چھوٹا، اس کے جسم پر نہ تو گھنے بال ہیں، نہ بالوں کی قلت ہے۔ اس کی آنکھوں میں ایک ایسی سرخی ہے جو کبھی ان سے جدا نہ ہوگی۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر ہے۔ اس کا نام احمد ہے۔ وہ اسی شہر میں پیدا ہوگا۔ پھر اس کی قوم اسے یہاں سے نکال دے گی تو وہ ہجرت کر جائے گا۔[viii]

سلام اور اس کا جواب

حضرت عامر بن ربیعہؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ کو زید بن عمرو کی یہ پوری بات بتائی اور ان کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے یوں جواب دیا: فردَّ علیہ السلام وترحّم علیہ وقال قد رائیتہ فی الجنۃ یسحّب ذیولا۔ یعنی آنحضور ﷺ نے زید کے سلام کا جواب دیا، ان کے لیے اللہ سے رحمت کی دعا مانگی اور فرمایا: میں نے انھیں جنت میں دیکھا ہے کہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے۔

امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں محمد بن ابی بکر سے بواسطہ فضیل بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، سالم بن عبد اللہ، عن عبد اللہ بن عمرؓ روایت بیان کی ہے کہ آنحضور ﷺ کی ملاقات زید سے وحی کی آمد سے قبل ہوئی تھی اور دونوں شخصیات نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ بتوں پر ذبح کیے جانے والے جانوروں کا گوشت بھی نہیں کھاتے اور جن جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے بھی نہیں چکھتے۔[ix]

فرد واحد کو امت کا درجہ

زید بن عمرو ایک ایسی شخصیت ہیں جن کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں اتنا تفصیلاً دیا گیا ہے کہ اگر وہ سارے واقعات جمع کر دیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ ان کی تعریف خود آنحضور ﷺ نے اپنی لسان صدق و مقال سے فرمائی ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان کے بیٹے سعید بن زیدؓ اور بھتیجے سیدنا عمر بن خطابؓ نے آنحضور ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ دین ابراہیمؑ کے پیروکار تھے، شرک سے مجتنب رہے، توحید پر مکمل استقامت دکھائی اور وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔

آنحضور ﷺ کا ایک ارشاد امام ابن کثیر اور دیگر سیرت نگاروں نے نقل کیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے بھی اسے سیر الاعلام النبلا میں لکھا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا: یبعث یوم القیامۃ امۃ واحدۃ۔ یعنی زید بن عمرو قیامت کے دن اکیلا ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ امام ابن کثیر نے زید کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نماز کی نیت باندھتے اور کہتے الٰہی والہ ابراہیم ودینی ودین ابراہیم ویسجد۔ یعنی میرا اللہ وہی ہے جو سیدنا ابراہیمؑ کا اللہ ہے اور میرا دین وہی ہے جس پر ابراہیم g تھے۔ پھر اس کے بعد وہ سجدے میں گر جاتے۔ آنحضور ﷺ کا یہ قول بھی ابن کثیر نقل کرتے ہیں: یحشر ذاک امۃ وحدہ بینی وبین عیسیٰ ابن مریم، اسنادہ جیّد حسن۔ یعنی زید بن عمرو میرے اور عیسیٰ ابن مریم کے درمیان اکیلے ایک امت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔ علامہ ابن کثیر کے بقول اس کی سند جید اور حسن ہے[x]

ائمہ سیرت کا خراج تحسین

امام ابن کثیر نے زید بن عمرو بن نفیل کے حالات اپنی کتاب میں صفحہ ۳۸۱ سے لے کر ۳۸۵ تک تفصیلاً لکھے ہیں۔ اس میں انھوں نے جناب زید کے اشعار اور طویل قصیدے بھی لکھے ہیں جن میں خالص توحید کا اثبات اور بت پرستی اور شرک کی مکمل مذمت اور نفی ہے۔ باب کا عنوان انھوں نے باندھا ہے: زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ۔ ابن ہشام نے زید بن عمرو بن نفیل کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق سیرت (القسم الاول) میں صفحہ ۲۲۲ سے لے کر ۲۳۲ تک بڑی شرح وبسط کے ساتھ کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ انھوں نے بھی ان کے بہت سے اشعار لکھے ہیں اور آخر میں ورقہ بن نوفل کی زبانی ان کے قتل پر بہت دردناک مرثیہ بھی لکھا ہے۔ زید بن عمرو کو بلادِ شام سے واپسی پر مکہ پہنچنے سے قبل بلادِ لخم میں ظالم ڈاکوؤں نے شہید کر دیا تھا۔

یہ تذکرہ کافی طویل ہو گیا ہے، مگر اس کے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے دور کی وہ شخصیت جو آپ کی بعثت سے پہلے دنیا سے چلی گئی، مگر اپنی موت سے قبل اپنے بیٹے سعید کو اور اپنے دوست عامر بن ربیعہؓ کو تاکید کر گئی کہ اللہ کے نبیؑ مبعوث ہوں گے، تم ان کو پالو تو میرا اسلام ان کی خدمت میں عرض کرنا۔ ان کے سعادت مند بیٹے نے آنحضور ﷺ پر ایمان لانے میں سبقت حاصل کی اور اللہ نے ان کے ذریعے عمر بن خطاب جیسے دشمن اسلام کو اسلام کی آغوش میں لا کر فاروق اعظم بنا دیا۔

تمام سیرت نگاروں نے حضرت سعید بن زیدؓ کے حالات میں ان کے عظیم والد زید بن عمرو کا تذکرہ ان سے زیادہ طوالت کے ساتھ لکھا ہے۔ ان کی سیرت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ عرب کے جاہلی معاشرے میں والدین کو بچیوں کو زندہ در گور کرنے سے روکتے تھے۔ وہ ان سے فرماتے کہ یا تو یہ بچی مجھے دے دو کہ میں اپنے گھر میں اس کی پرورش کروں اور پال پوس کر اپنی بیٹی کی طرح اس کی شادی کر دوں۔ یا تم اسے اپنے گھر میں رکھو اور اس کی پرورش کی کفالت مجھ سے لیتے رہو۔ یوں انھوں نے کئی بچیوں کو زندہ در گور ہونے سے بچایا۔ اگر کوئی والد نہ مانتا تو آپ بہت غم زدہ ہو جاتے۔[xi]

صحابیہ کا فرزند

حضرت سعید بن زیدؓ کی والدہ فاطمہ بنت بعجہ کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ وہ بھی انتہائی سلیم الفطرت خاتون تھیں۔ جب زید بن عمرو کو اللہ نے بیٹا دیا تو انھوں نے بہت سوچ سمجھ کر اس کا نام سعید رکھا اور اللہ سے دعا کی کہ اے مولائے کریم! میرے اس بیٹے کو سعادت مند بنانا۔ حضرت سعیدؓ بہت اچھے ماحول میں پروان چڑھے۔ جب جوانی کی عمر میں تھے تو تجارت شروع کی، جس میں اللہ نے برکت دی۔ اسی دور میں جب انھیں معلوم ہوا کہ اللہ کے نبیؑ ہمارے درمیان مبعوث ہو گئے ہیں تو فوراً آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ انھوں نے اپنے والد کا سلام بھی آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ جس پر آنحضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور سلام کا جواب دیتے ہوئے زید بن عمرو کی تحسین فرمائی۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

سعادت مند جوڑا

حضرت سعید بن زیدؓ کا نکاح حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ بنت خطاب c سے ہو چکا تھا۔ اپنے میاں کے قبول اسلام کے ساتھ فاطمہ بنت خطاب c نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت تک قریباً دو درجن صحابہ وصحابیات حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ میاں بیوی آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے وحی ربّانی کی تلاوت سنتے تھے تو جھوم اٹھتے تھے۔ انھیں اس بات کا بہت شوق تھا کہ وہ قرآن مجید یاد کریں۔ سابقون الاولون صحابہ میں حضرت خبّاب بن ارتؓ کا اسم گرامی بھی بہت نمایاں ہے۔ آپ نہایت ذہین انسان تھے۔ لوہے کی صنعت وحرفت کے ماہر اور بلا کے حافظے سے مالا مال تھے۔ وہ آنحضور ﷺ سے قرآن کی آیات سنتے اور یاد کر لیتے۔ بعض روایات کے مطابق ان آیات کو لکھ بھی لیتے۔

حضرت سعید بن زیدؓ اور ان کی اہلیہ قرآن کریم سیکھنے کے لیے حضرت خبّابؓ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری تھا اور اس دوران اہلِ ایمان پر کفار نے بدترین ظلم وتشدد بھی شروع کر دیا تھا۔ حضرت خبّاب بھی ناقابل بیان آزمائشوں سے گزرے۔ کفارِ مکہ ان کو انگاروں پر بھی لٹا دیتے تھے۔ ان کا جسم ان انگاروں کی وجہ سے جل جاتا، مگر وہ اپنے ایمان کا سودا کرنے کے لیے کبھی آمادہ نہ ہوئے۔ آپ کے جسم پر انگاروں سے جلنے کے نشانات ساری زندگی ان کی عزیمت کی گواہی دیتے رہے۔ حضرت عمرؓ تو کبھی کبھار حضرت خبابؓ سے درخواست کرتے کہ وہ ان کو اپنے یہ نشاناتِ عزیمت دکھائیں اور دیکھنے کے بعد نم ناک آنکھوں کے ساتھ کہتے: خبابؓ! تم میرے ایمان کو تازہ کر دیتے ہو۔

شیطانی مشاورت

اس دور میں تاریخ ہر لمحے انتہائی فیصلہ کن اور تاریخی موڑ مڑ رہی تھی۔ ظلم وستم کی چکی چل رہی تھی اور شمع اسلام بھی ہر روز متلاشیانِ حق کے دلوں میں دیپ جلا رہی تھی۔ کوئی ایک مسلمان بھی انتہائی مظالم کے باوجود اپنے ایمان سے برگشتہ ہونے کے لیے تیار نہ ہوا۔ اس بے مثال استقامت پر کفار تلملا اٹھے۔ قریش کی پارلیمان (دارالندوہ) میں سازشوں کے جال بنے جا رہے تھے۔ ان اسلام دشمنوں نے فیصلہ کیا کہ اس نئے دین کا خاتمہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے داعی کا کام تمام کر دیا جائے۔ سب نے کہا یہ کام ضروری ہے، مگر آسان نہیں۔ اسے کون کرے گا، یہ سوال مجلس میں زیر بحث تھا۔ کئی نوجوانوں نے پیش کش کی، مگر کسی پر بھی قریش کے سرداروں کو اعتماد نہیں تھا۔ آخر بنوعدی کے طاقت ور نوجوان عمر بن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا وہ یہ کام کرے گا۔ اس پر قریش کے سرداروں کو اطمینان ہوا۔

صاحب حکمت صحابی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہائی سختیوں کے باوجود، ایک شخص کو بھی اسلام سے بد دل نہ کر سکے تو آخر کار مجبور ہو کر (نعوذ باللہ) خود آنحضرت ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا اور تلوار کمر سے لگا کر سیدھے رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے۔ راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبداللہ مل گئے، نعیمؓ کا تعلق بھی بنوعدی سے تھا۔ وہ اسلام لا چکے تھے، مگر ابھی تک اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا تھا۔ ابن حجر العسقلانی کے مطابق

قبول اسلام میں ان کا دسواں نمبر ہے۔ ان کے تیور دیکھ کر پوچھا: "خیر تو ہے؟" بولے: "محمد ﷺ کا فیصلہ کرنے جارہاہوں"، انھوں نے کہا: "پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو، خود تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔"[xii]

ظلم کے سامنے عزیمت

فوراً پلٹے اور بہن کے یہاں پہنچے، وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، ان کی آہٹ پا کر چپ ہو گئیں اور قرآن کے اجزا چھپا لیے، لیکن آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کان میں پڑ چکی تھی، بہن سے پوچھا یہ کیسی آواز تھی؟ بولیں "کچھ نہیں"، انہوں نے کہا: "میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے ہو"، یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریباں ہو گئے اور جب ان کی بہن بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہو گیا، لیکن اسلام کی محبت پر ان کا کچھ اثر نہ ہوا، بولیں: "عمر! جو بن آئے کر لو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا"، ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا، ان کے جسم سے خون جاری تھا، اسے دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی، فرمایا: "تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔"[xiii]

حضرت خبابؓ نے سورۂ طٰہٰ کی آیات کی تلاوت کی۔ چھوٹی چھوٹی آیات میں اتنا موثر پیغام سمو دیا گیا ہے کہ اعجازِ قرآنی پر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور اہلِ ایمان کے ایمان میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔

کتابِ انقلاب

قرآن کا پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل عظیم انقلاب لے کر آیا تھا۔ قرآن تو ہی کتابِ انقلاب ہے، جس کی اثر آفرینی کی داستان تاریخ بھری پڑی ہیں۔ عمرؓ نے قرآن کی آیات کو سنا اور گھر کا دروازہ کھول کر نکل گئے۔ اب بھی منزل دارِ ارقم ہی تھی، مگر اب ان کا ارادہ بدل چکا تھا۔ یہ وہ عمر نہیں تھا جو دارالندوۃ سے نکلا تھا، یہ وہ عمر تھا جس کے حق میں نبی مہربان ﷺ کی دعائیں دربارِ ربانی میں قبول ہو چکی تھیں۔ قرآن کی اثر آفرینی کے ساتھ بہن کی استقامت نے بھی کفر کومات دی تھی۔ بقول علامہ اقبالؒ:

زشام ما بروں آور سحر را به قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی که سوزِ قرأت تو دگرگوں کرد تقدیرِ عمرؓ را

(اے دخترِ اسلام!) ہم پر چھائی ہوئی شامِ زوال سے ہمارے لیے صبحِ عروج نمودار کر دے۔ اہلِ نظر کے سامنے پھر اسی انداز میں قرآن کی تلاوت کر۔ تو بخوبی جانتی ہے کہ تیری قرأت کے پر تاثیر سوز و گداز نے عمر بن خطابؓ کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

دخترِ اسلام

حضرت سعید بن زیدؓ کا یہ اعزاز کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، معلوم و معروف ہے۔ اس کے ساتھ ان کا دوسرا اعزاز جس میں صحابہ میں سے کوئی بھی ان کا ثانی اور شریک نہیں، ان کے والد زید بن عمرو بن نفیل ہیں۔ ان کی شخصیت اتنی عظیم ہے کہ ان کو آنحضور ﷺ نے جنت میں دیکھا تھا۔ پھر یہ بات بھی ایک منفرد تاریخی حقیقت ہے کہ دونوں میاں بیوی مثالی جوڑا اور عزیمت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

واستقامت کے میدان میں ناقابل شکست مسلمان تھے۔ آزمائشوں کے دور میں حضرت سعیدؓ کی اہلیہ، دونوں میاں بیوی مکہ ہی میں مقیم رہے۔

ہجرت مدینہ

حضرت سعیدؓ مدینہ ہجرت کر جانا چاہتے تھے، مگر منتظر تھے کہ آنحضور ﷺ کی طرف سے اذن مل جائے۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت ملی تو آپ نے اپنے خاندان سمیت مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی۔ مدینہ پہنچے تو مشہور صحابی حضرت رفاعہ بن عبد المنذرؓ کے ہاں قیام کیا۔ حضرت رفاعہؓ بہت مہمان نواز تھے۔ وہ مشہور صحابی حضرت ابولبابہ بن عبد المنذرؓ کے بھائی تھے۔ حضرت ابولبابہؓ کی شہرت یوں تو کئی اور کارناموں کی وجہ سے بھی ہے، مگر خاص واقعہ یہ ہے کہ وہ غزوۂ تبوک میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے اور آنحضور ﷺ کی واپسی سے قبل انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ انھوں نے اپنے آپ کو مسجد نبویؐ کے ستون سے باندھ لیا تھا۔ نماز کے وقت میں اپنی رسی کھولتے، نماز پڑھ کر پھر اپنے آپ کو باندھ لیتے۔ ان کے ساتھ کچھ اور صحابہ بھی شامل تھے، جن کے بارے میں سورۃالتوبہ میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی:

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صٰلِحًا وَّ اٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[xiv]

کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اپنے قصوروں کا اعتراف کر لیا ہے۔ ان کا عمل مخلوط ہے، کچھ نیک ہے اور کچھ بد۔ بعید نہیں کہ اللہ ان پر پھر مہربان ہو جائے کیونکہ وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

اسلامی اخوت

نبی اکرم ﷺ نے حضرت رفاعہؓ کی احد کے میدان میں شہادت پر ان کی بہت تعریف فرمائی۔ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی شہادت پر حضرت سعیدؓ غم زدہ ہوئے۔ حضرت سعید بن زیدؓ کو مسجد نبویؐ کے قریب آنحضور ﷺ نے ایک پلاٹ دیا، جس پر انھوں نے اپنا گھر بنایا اور اپنے میزبان اور نہایت مہربان بھائی کی مثالی مہمان نوازی پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہاں منتقل ہو گئے۔ جب مدینہ میں مواخاۃ قائم کی گئی تو حضرت سعید بن زیدؓ کو اُبَیّ بن کعبؓ کا اسلامی بھائی بنایا گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلے حضرت سعیدؓ کی مواخاۃ انصار کے قبیلہ بنوزریق کے مشہور صحابی حضرت رافع بن مالکؓ کے ساتھ ہوئی۔ حضرت رافعؓ بھی جنگ احد میں شہید ہوئے تو اس کے بعد آپ کو حضرت اُبَیّ بن کعبؓ کا بھائی بنایا گیا۔

فطوم

مدینہ منورہ میں حضرت سعیدؓ نے دیگر مہاجر صحابہ کی طرح اپنا آبائی پیشہ تجارت شروع کیا اور اللہ نے اس میں برکت دی۔ آپ بہت مال دار صحابہ میں شامل نہیں تھے، مگر ضروریات زندگی بآسانی فراہم ہو جاتی تھیں اور ضرورت مندوں کے ساتھ بھی تعاون کی گنجائش ہوتی تھی۔ دونوں میاں بیوی فراخ دل تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہؓ بنت بعجہ بھی مکہ میں مسلمان ہوئی تھیں اور آپ کے ساتھ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ میں یہ بات مشترک تھی کہ دونوں کی مائیں بھی فاطمہ اور بیویاں بھی فاطمہ تھیں۔ اکثر ان کا تذکرہ ہوتا تو فطوم (فاطمہ کی جمع) کا لفظ استعمال کیا جاتا۔ آنحضور ﷺ نے بھی یہ لفظ استعمال کیا۔ آنحضور ﷺ کے پاس بعض اوقات کوئی ہدیہ آتا تو آپ فرماتے، اسے فطوم کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ اس سے ان چاروں صحابیات کو حصہ ملتا تھا۔

میدانِ جہاد میں

حضرت سعید بن زیدؓ میدان جہاد میں شروع سے آخر تک آنحضور ﷺ کے ساتھ شامل رہے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔ اسی دوران جنگ سے قبل آنحضور ﷺ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کو قریش کے قافلے کی خبر لانے کے لیے شمال کی طرف بھیجا تھا۔ وہ اُدھر گئے تو قافلہ راستہ بدل کر نکل چکا تھا۔ اس دوران ان کی واپسی پر جنگ بدر کا فیصلہ ہو گیا اور اللہ نے اہلِ ایمان کو شان دار کامیابی سے نوازا۔ یہ دونوں صحابہ عملاً جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ چونکہ وہ ایک جہادی مشن پر ہی بھیجے گئے تھے، اس لیے آنحضور ﷺ نے انھیں بدری صحابہ میں شمار کیا اور مالِ غنیمت میں سے انھیں حصہ دیا۔ ان کے نام ۳۱۳ بدری صحابہ میں شامل ہیں۔

غزوۂ احد میں حضرت سعید بن زیدؓ شریک تھے۔ اسی طرح خندق، خیبر، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف اور تبوک، غرض تمام قابل ذکر جہادی مہمات میں انھوں نے حصہ لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک چھوٹے دستۂ لشکر کی کمان بھی آپ کو دی تھی۔

بیعت رضوان

آپؓ ۶ھ میں آنحضور ﷺ کے ساتھ عمرے کی ادائیگی کے لیے مدینہ سے مکہ گئے اور حدیبیہ کے مقام پر آنحضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ آپ اصحاب الشجرۃ میں سے ہیں۔ اگلے سال عمرۃ القضا بھی آپؓ کی معیت میں ادا کیا۔ حجۃ الوداع کے یادگار سفر میں مدینہ سے روانہ ہونے والے حجاج میں حضرت سعید بن زیدؓ اور ان کی اہلیہ فاطمہ بنت خطاب c شامل تھیں۔

جہاد بمقابلۂ روم

آنحضور ﷺ کی رحلت کے بعد آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی اور انھیں ہر طرح کا تعاون پیش کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی کے دور میں روم و ایران سے باقاعدہ کش مکش شروع ہو گئی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات سے قبل آپ کو شام کی طرف جہاد کے لیے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا گیا۔ رومیوں کے مقابلے پر لڑی جانے والی جنگوں میں یرموک کی طرح اجنادین کی جنگ بھی بہت ہولناک تھی۔ ۱۳ھ کی اس جنگ میں حضرت سعید بن زیدؓ کا نام بہت نمایاں ہو کر سامنے آیا۔ مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار اور رومی فوجیں نوے ہزار اور ایک لاکھ کے درمیان تھیں۔ اس جنگ میں صحابہ کرام نے اپنے سے چار پانچ گنا بڑی فوج کو عبرت ناک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

شکست سے دوچار کیا۔ اجنادین کی فتح کے بعد اگلی منزل دمشق کا معرکہ تھا۔ اسی دوران سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی وفات ہوگئی۔ یہ خبر مجاہدین کے لیے بہت صدمے کا باعث تھی، مگر جہاد کے میدانوں میں انھوں نے اپنی روایتی جرأت وجاں فروشی میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

جہاد میں قائدانہ کردار

دمشق کے محاصرے کے دوران حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو اطلاع ملی کہ قیصر روم نے اپنی محصور فوج کی مدد کے لیے ایک تازہ دم لشکر جرار روانہ کر دیا ہے۔ جب اس لشکر کی آمد کی مصدقہ خبریں پہنچیں تو مسلمان سپہ سالاروں نے جنگی حکمت عملی کے تحت کچھ فوج کو محاصرے کے لیے وہیں چھوڑا اور باقی فوج کے ساتھ رات کے وقت وہاں سے نئی آنے والی رومی فوج کی طرف پیش قدمی کی۔ ایک دن کے سفر پر رومی لشکر سے آمنا سامنا ہوگیا۔ اس سے قبل مجاہدین کی صف بندی اور جنگی ترتیب مکمل ہو چکی تھی۔ اس کے مطابق حضرت خالدؓ کے مشورے سے حضرت ابوعبیدہ ابن الجراحؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو اہم ذمہ داری سونپی اور وہ تھی رسالے کی کمان۔

خطرات میں ثابت قدمی

رومی لشکر کے حملے میں سب سے پہلے رسالہ ان کے سامنے آیا۔ جنگی ترتیب کے مطابق حضرت خالدؓ میسرہ پر اور حضرت معاذ بن جبلؓ میمنہ پر سالار تھے۔ حضرت سعیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کے تابڑ توڑ حملوں کو بڑی جرأت کے ساتھ روکا۔ اس دوران حضرت خالدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ نے دونوں جانب سے دشمن پر اتنی تیزی کے ساتھ حملہ کیا کہ ان کے قدم اکھڑ گئے اور اسلامی رسالہ دشمن کے دباؤ سے آزاد ہو گیا۔ میسرہ اور میمنہ کی امداد کے بعد حضرت سعیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کی صفوں میں گھس کر ایسے شدید حملے کیے کہ ان کے سیکڑوں جنگجو جہنم واصل ہوگئے۔ دمشق کی مدد کے لیے آنے والے دمشق پہنچنے سے پہلے ہی اپنے زخم چاٹتے ہوئے دم دبا کر بھاگ گئے۔ یہ فاتح اسلامی لشکر جب دمشق کی طرف بڑھا تو اہلِ دمشق نے خود کو بے بس پا کر ہتھیار ڈال دیے۔ اب دمشق مسلمانوں کا مضبوط قلعہ بن گیا۔

رومی سردار کا قتل

حضرت سعید بن زیدؓ نے کم و بیش سات سال ان معرکوں میں کارنامے سرانجام دیے۔ قنسرین، بعلبک اور حمص سب شہر یکے بعد دیگرے فتح ہوتے چلے گئے۔ حمص کا رومی حکمران مریس بہت بہادر اور ماہر جنگجو سمجھا جاتا تھا۔ اس کے پاس اسلحہ بھی بہت تھا اور جنگجو بھی آزمودہ کار تھے۔ مسلمانوں نے حمص کے محاصرے میں مشکل محسوس کی تو ایک جنگی منصوبہ بنایا۔ اس کے مطابق وہ قلعے سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ مریس سمجھا کہ مسلمان پسپا ہو کر بھاگے جا رہے ہیں۔ اس نے اپنی فوج کے ساتھ قلعے سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ان خفیہ مورچوں میں بیٹھی تھی جو حکمت عملی کے تحت پہلے سے قائم کیے گئے تھے۔ جب رومی لشکر مسلمان فوج کے قریب آیا تو دونوں جانب کے مورچوں سے مجاہدین شیروں کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے اور سامنے سے بھی مسلمانوں نے ان پر زوردار حملہ کیا۔ اس جنگ میں حضرت سعید بن زیدؓ نے رومی سردار مریس کو للکارا اور مقابلے میں اس کا سر قلم کر دیا۔ اس

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

کے قتل پر دشمن حوصلے ہار کر بھاگ نکلے اور حمص کے قلعوں میں جا کر سفید جھنڈے لہرا دیے اور قلعے کے دروازے کھول دیے۔ گویا وہ سمجھ گئے تھے کہ اب مقابلہ کرنا ان کے بس میں نہیں۔ یوں حمص بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔

سالارِ مقدمہ کا قتل

یرموک کا عظیم معرکہ ۱۵ھ میں لڑا گیا۔ اس جنگ میں حضرت سعیدؓ پیدل فوج کے سپہ سالار تھے۔ آپ کے فوجی رومیوں کے سخت حملے کے مقابلے پر پسپا ہوگئے، کیونکہ ان میں سے اکثر کا تعلق بنو لخم اور بنو غسان سے تھا۔ یہ قبائل فتح مکہ کے بعد داخل اسلام ہوئے تھے اور ایک عرصے تک رومیوں کے زیر تسلط رہے تھے اور ان سے مرعوب تھے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے اس موقع پر پیچھے ہٹنے والوں پر غصے کا اظہار کیا اور خود اپنے جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ ڈٹ گئے۔ وہ اپنے گھٹنے ٹیک کر کھڑے تھے کہ ایک دشمن ان کی طرف بڑھا۔ آپؓ نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ رومیوں کے سالارِ مقدمہ کو قتل کر کے تکبیر کا نعرہ بلند کیا، ان کے ساتھی بھی اس دوران اپنے جوہر دکھا رہے تھے۔ اس طرح انھوں نے اس جنگ کی فتح میں بہت فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

گورنری سے معذرت

دمشق کی اہمیت ہمیشہ مسلّم رہی ہے۔ یہاں کی گورنری بھی ایک بڑا اعزاز تھا۔ سپہ سالار اعلیٰ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت سعیدؓ کو دمشق کا عامل مقرر کیا۔ انھوں نے چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ کو خط لکھ کر عرض کیا: برادر گرامی قدر! میں جہاد کے میدانوں حصہ لینے کے لیے مدینہ سے شام آیا تھا۔ میں اپنی جہادی کاوش چھوڑ کر یہاں نہیں بیٹھ سکتا۔ یہاں بیٹھے رہنے سے مجھے چین نہیں آتا۔ آپ اس ذمہ داری پر کسی اور بھائی کو مقرر کر دیں اور مجھے میدانِ جہاد میں حصہ لینے کے لیے آزاد کر دیں۔ یہ تھا ان کا جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت۔ میدانِ جہاد میں ہر جنگ میں بہادری اور دل جمعی سے شریک رہے۔ ان علاقوں کی تسخیر میں دیگر کبار صحابہ کرام کے ساتھ آپ کا بھی کلیدی کردار رہا ہے۔

شام کا پورا علاقہ فتح ہو جانے کے بعد ۱۸ھ کے آغاز میں حضرت سعیدؓ واپس مدینہ چلے گئے۔ خلیفۂ اول نے ان کو اس مشن پر بھیجا تھا، جس میں آپ کے دور اور پھر خلیفہ ثانی کے ابتدائی سالوں سمیت چھ سات سال آپ نے سرفروشی اور بہادری کے کارنامے سرانجام دیے۔ حضرت سعید بن زیدؓ کا مزاج اتنا سادہ تھا کہ انھوں نے ہمیشہ سالار کے منصب پر ذمہ داریاں ادا کرنے کی بجائے عام مجاہد کی حیثیت سے دشمن کا مقابلہ کرنے کو ترجیح دی۔ اس کے باوجود ان کو کمان سنبھالنے کا حکم ملتا تو اس کا حق بھی خوب ادا کرتے۔ مدینہ واپسی کے لیے بھی اپنے بالائی سپہ سالاروں سے اجازت طلب کی اور اجازت ملنے پر واپس مدینہ آئے۔

حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے باقی ماندہ سالوں میں مدینہ ہی میں رہ کر حضرت سعید بن زیدؓ امیر المومنین کے مشیران میں شامل رہے۔ حضرت عمرؓ کے آخری حج میں حضرت سعیدؓ بھی آپ کے ساتھ شریک سفر تھے۔ حج سے واپسی پر چند دن کے بعد حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو وہ شدید زخمی ہوگئے۔ انھیں مسجد سے اٹھا کر گھر لانے میں آپ نے حصہ لیا۔ اپنے قائد اور خاندانی رشتہ دار حضرت عمرؓ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

کے زخمی ہونے پر آپ بہت غم زدہ تھے۔ امیر المومنین کو ان کے گھر لایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور سعید بن زیدؓ آپؓ کے دائیں بائیں بیٹھے تھے۔ اس وقت امیر المومنین نے اپنے پچھلی جانب بیٹھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سینے سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ امیر المومنین نے ان تینوں صحابہ سے فرمایا: دیکھو اس وقت جو عرب قید میں ہیں ان سب کو آزاد کر دو اور جان لو کہ میں نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا۔ میں نے کلالہ کے بارے میں بھی کوئی رائے نہیں دی۔ اس کا حکم قرآن کے اندر موجود ہے۔

کمیٹی کا تقرر

حضرت سعیدؓ نے غم زدہ لہجے میں عرض کیا: اگر آپ کسی مسلمان کو خلیفہ نامزد کر دیں تو سب لوگ آپ پر اعتماد کریں گے۔ آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا کہ اگر ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں انھیں نامزد کر دیتا اور اگر سالم مولی ابی حذیفہ زندہ ہوتے تو میں انھیں یہ ذمہ داری سونپ دیتا۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ چھ صحابہ اس معاملے کا فیصلہ کریں۔ ان سب میں بارِ خلافت اٹھانے کی یکساں صلاحیت موجود ہے۔ پھر انھی چھ صحابہ کا نام لیا، جن کا تذکرہ کئی بار ہو چکا ہے۔ یہ سب عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت سعید بن زیدؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، لیکن ان کو اپنا قریبی عزیز ہونے کے وجہ سے اس کمیٹی میں شامل نہیں کیا۔

اسی طرح جب چھ صحابہ کی کمیٹی نے آپ سے عرض کیا کہ اپنے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ کو بھی ہمارے ساتھ شامل کر دیں تو آپ نے سختی کے ساتھ منع کیا کہ وہ اس قابل نہیں کہ اسے کمیٹی کا رکن بنایا جائے۔ حضرت سعیدؓ نے کبھی بھی یہ شکایت نہیں کی کہ ان کو کمیٹی سے باہر کیوں رکھا گیا۔ ان کے اندر ایسا تقویٰ تھا کہ ان امور سے ہمیشہ ان کی سوچ بالاتر رہی۔ وہ جنت ہی کو دل میں بسائے اپنی زندگی کے شب و روز گزار رہے تھے۔

شہادت عمرؓ و بیعتِ عثمانؓ

حضرت عمرؓ کی شہادت پر پورے مدینہ بلکہ پوری ریاست میں جہاں جہاں یہ خبر پہنچی صفِ ماتم بچھ گئی۔ آپ کے جنازے اور تدفین کے بعد دیگر صحابہ کی طرح حضرت سعید بن زید نے بھی حضرت عثمان بن عفانؓ کی بیعت کی، مگر اس دوران وہ تقریباً خاموشی کے ساتھ اپنے گھر وادیٔ عقیق میں مقیم رہے، کبھی کبھار تجارت کے سلسلے میں مدینہ سے باہر جاتے تھے۔ کوفہ میں بھی آپ کا ایک گھر تھا۔ اس لیے وہاں بھی آنا جانا رہتا تھا۔ آپ جب عقیق میں ہوتے تو جمعہ کے دن مدینہ میں آتے اور مسجد نبویؐ میں نماز پڑھنے کے ساتھ صحابہ سے ملاقات کرتے اور مریضوں کی عیادت کے لیے ان کے گھر جاتے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ان کی کسی بڑی سرگرمی کا تذکرہ نہیں ملتا، سوائے اس کے کہ وہ خلیفۂ راشد کو کبھی کبھار کوئی مشورہ دیا کرتے تھے۔ دوسرا کام یہ تھا کہ عرب نوجوانوں کو اسلامی اخلاق و کردار سے مزّین کرنے کے لیے ان کی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔

جب حضرت عثمانؓ کے خلاف فسادیوں نے مدینہ منورہ میں ہلہ بولا تو اس سے آپ بہت مایوس ہوئے۔ آپ اس صورت حال میں فسادیوں کو کچل دینے کے حق میں تھے۔ جب آپ کو بتایا گیا کہ خلیفۂ راشد ہمیں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے تو آپ خاموش ہو گئے۔ جب حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا تو اس وقت آپ کوفہ میں مقیم تھے۔ آپؓ کی شہادت کی خبر ملی تو بے ساختہ انھوں نے اپنے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

آغازِ اسلام کے دور ابتلا کو یاد کیا اور ساتھ فسادیوں کے بارے میں فرمایا: اے ظالمو! تم نے عثمانؓ کے ساتھ جو بد سلوکیاں اور زیادتیاں کی ہیں، کچھ بعید نہیں کہ ان کی وجہ سے احد پہاڑ پھٹ جائے۔

آخری ماہ و سال

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے کچھ عرصہ قبل اور بعد ازاں حضرت علیؓ کے دورِ خلافت کے دوران میں حضرت سعید بن زیدؓ کی کسی سرگرمی کا تذکرہ نہیں ملتا۔ انھوں نے یہ دور اپنے گھر میں اپنے بچوں اور وادیٔ عقیق کے باشندوں کو تربیت دینے میں گزارا۔ آپ بہت عبادت گزار اور خوفِ خدا سے مالا مال شخصیت کے مالک تھے۔ آپؓ ان صحابہ میں شامل ہیں جن کو مستجاب الدعوات ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان میں نمایاں ترین اسمائے گرامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ ہی کے ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے یہ دونوں نایاب ہیرے ان دس صحابہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تو سعید بن زیدؓ کے بعد بھی کئی سال تک زندہ رہے۔ دونوں بزرگ صحابہ وادیٔ عقیق میں رہائش پذیر تھے۔

غلط کاموں پر تنقید

بنو امیہ کے دورِ حکومت میں حضرت سعید بن زیدؓ ان کے غلط کاموں پر اظہار افسوس کرتے تھے۔ جب کبھی ان سے آمنا سامنا ہوتا تو برملا ان پر تنقید کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ گورنر کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بھی مسجد میں ان کے قریب بیٹھے تھے۔ گورنر کے کسی درباری نے اس مجلس میں حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے گستاخانہ کلمات کہے۔ حضرت مغیرہؓ تو خاموش تھے، مگر حضرت سعید بن زیدؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور وہ خاموش نہ رہ سکے۔ انھوں نے بدزبانی کرنے والے شخص کو تو کچھ نہ کہا، البتہ حضرت مغیرہؓ کو سختی کے ساتھ فرمایا: اے مغیرہؓ! تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ تمھارے سامنے بلا جھجک رسول اللہ ﷺ کے محبوب صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور تم خاموشی سے سنتے ہو۔ کیا تمھیں علم نہیں کہ آنحضور ﷺ نے بارہا علیؓ کو جنت کی بشارت دی؟

حضرت مغیرہؓ نے حضرت سعیدؓ کی بات غور اور ادب و احترام سے سنی، مگر گستاخ شخص کی مناسب سرزنش نہ کی۔ حضرت مغیرہؓ جلالی طبیعت کے مالک تھے، مگر اس گستاخ کو نرم الفاظ میں تنبیہ فرما کر خاموش ہو گئے۔ اس طرز عمل کے اس دور میں حضرت سعید بن زیدؓ نے افسوس کا اظہار کیا۔ ملوکیت کے اس دور میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کلمۂ حق کہتے تھے، مگر حکمرانوں کے طرز عمل سے سخت نالاں تھے۔

سچے شخص پر جھوٹا مقدمہ

بنو امیہ کے دور میں مدینہ منورہ کا گورنر مروان بن حکم تھا۔ اس کے دربار میں ایک خاتون نے جس کا نام اروی بنت اویس تھا، حضرت سعید بن زیدؓ کے خلاف شکایت کی کہ انھوں نے اس کے ایک قطعۂ زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ مروان نے حضرت سعیدؓ کو بلا بھیجا اور جب ان پر لگائے گئے الزام کے بارے میں بتایا تو انھوں نے مروان سے فرمایا: کیا تم میری نسبت یہ بدگمانی کرتے ہو کہ میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

نے اس خاتون کی زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے؟ اس کے بعد آپؓ نے آنحضور ﷺ کی مشہور حدیث مجلس میں پیش فرمائی۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص بالشت بھر زمین پر بھی ناروا قبضہ کرے گا اسے قیامت کے دن اس غصب کردہ زمین کے برابر ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا[xv]

دعائے مقبول

اس حدیث کے سننے کے باوجود مروان بضد رہا کہ آپ قسم کھائیں کہ آپ نے اس عورت کی زمین پر قبضہ نہیں کیا۔ حدیثِ نبویؐ سامنے آجانے کے باوجود مروان کا یہ اصرار آپ کو بہت ناگوار گزرا۔ آپ نے اپنی عظمت شان کے مطابق فرمایا: میں اپنی زمین سے دست بردار ہوتا ہوں کہ یہ عورت اس پر قبضہ کر لے، مگر حدیث رسول سنانے کے بعد میں قسم کھانا ہرگز مناسب نہیں سمجھتا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے دعا کی: یا اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو یہ اندھی ہو جائے اور اپنے ہی گھر کے کنویں میں گر کر مر جائے، تاکہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اس کیس میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔

آنحضور ﷺ کے تربیت یافتہ اور زندگی بھر سفر و حضر اور امن حرب میں آنحضور ﷺ کے ساتھ رہنے والے یہ ہیرے موتی اپنی شان میں نرالے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے اس سچے صحابی نے اپنی زمین سے دست برداری قبول کر لی، مگر حدیث سنا دینے کے بعد قسم نہیں کھائی۔ پھر اللہ سے دعا کی جو حرف بحرف پوری ہوئی۔ وہ عورت اندھی ہو گئی اور اپنے گھر کے اندر ایک روز اپنے ہی کنویں میں جا گری اور گرتے ہی مر گئی۔

اہلِ مدینہ اور دیگر عربوں کے درمیان یہ بات ایک ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو گئی کہ وہ کسی کی غلط حرکت پر اسے کہتے: اعماک اللہ کما اعمیٰ الاروی یعنی خدا تجھے اسی طرح اندھا کر دے جس طرح اس نے اروی کو اندھا کیا تھا۔[xvi]

وفات

حضرت سعید بن زیدؓ زندگی کے آخری دنوں میں کثرت سے اللہ کی حمد و ثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا کرتے تھے۔ ان کی پوری زندگی مثالی تھی، لیکن آخری دنوں میں تو اللہ کے دربار میں حاضری اور اللہ کے رسولؐ سے ملاقات کا شوق دل و دماغ میں یوں راسخ ہو گیا تھا کہ اٹھتے بیٹھتے جنت کی طلب میں مشغول رہتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جنھوں نے حضرت سعید بن زیدؓ کو بہت قریب سے دیکھا تھا، ان کی وفات سے قبل بھی فرمایا کرتے تھے: سعید بن زیدؓ خوش نصیب انسان ہیں کہ جن کے دامن پر اللہ کی نافرمانی کا کوئی دھبہ کبھی بھی نہیں دیکھا گیا۔ اتباع رسولؐ ان کی شناخت بن گئی۔ دنیا کی آلودگیوں سے انھوں نے ہمیشہ اپنا دامن بچا کر رکھا۔ آپ کی وفات پر حضرت ابو موسیٰؓ نے انھی الفاظ میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔

اعلیٰ مقام

حضرت سعید بن زیدؓ سے بہت سے تابعین نے کسبِ فیض کیا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّبؒ نے ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کیا: حضرت سعید بن زیدؓ ان اصحابِ رسولؐ میں سے تھے جو ہمیشہ میدان قتال میں آنحضور ﷺ کے آگے اور نماز

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

میں آنحضور ﷺ کے پیچھے اور قریب ترین رہا کرتے تھے۔ ابن الاثیر الجزری نے یہی بات مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ کی زبانی بیان کی ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ، ابو عبیدہؓ اور سعید بن زیدؓ کا مقام قتال کے میدان میں رسول اللہ ﷺ کے آگے اور نماز کی صف میں آپ کے پیچھے رہتا تھا۔ xvii

نمازِ جنازہ اور تدفین

آپ نے ۵۰ھ میں اپنے گھر عقیق میں دوپہر سے قبل وفات پائی۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جمعہ کی تیاری کر رہے تھے کہ انھیں یہ خبر ملی۔ وہ جمعہ چھوڑ کر عقیق پہنچے اور وہاں سے حضرت سعید بن زیدؓ کا جسد خاکی کندھوں پر اٹھا کر مدینہ لایا گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے غسل دیا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے آپ کے جسم اور کفن پر حنوط کی خوشبو لگائی۔ نمازِ جنازہ بھی حضرت عبد اللہؓ ہی نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں آپ کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے قبر میں اتارا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ آج صحابہ کرام میں سے ایک نمایاں شخصیت داغِ مفارقت دے گئی ہے۔ اللہ کے نبیؐ ہمیشہ ان سے خوش رہے اور انھیں جنت کی بشارت دی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک ۸۰ سال کے قریب تھی۔ حضرت سعدؓ بہت آزردہ تھے کہ عشرہ مبشرہ کے سب ستارے افق کے اس پار چلے گئے تھے۔ اب آپ تنہا رہ گئے تھے۔

ازواج و اولاد

حضرت سعیدؓ نے زندگی میں کئی شادیاں کیں، جن سے اللہ نے ان کو کافی اولاد عطا فرمائی، مگر بیش تر بچے یا تو بچپن میں فوت ہو گئے یا لاولد رہے۔ البتہ بعض بچوں سے ان کی اولاد آگے چلی۔ آپ کی ازواج اور مِلک یمین کی تعداد دس ہے۔ طبقات ابن سعد کے مطابق آپ کی ازواج اور بچوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱- فاطمہ بنت خطاب :c آپ حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ ابن سعد نے ان کا دوسرا نام رملہ بھی لکھا ہے۔ ان کو عام طور پر ام جمیل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ان سے آپ کے بیٹے عبد الرحمن الاکبر پیدا ہوئے۔ ان کی اولاد نہیں تھی۔

۲- جلیسہ بنت سوید بن صامت: یہ حضرت سوید بن صامت انصاری کی بیٹی تھیں۔ ان سے آپ کے بیٹے زید بن سعید، عبد اللہ الاکبر اور بیٹی عاتکہ بنت سعید پیدا ہوئیں۔

۳- امامہ بنت الدجیج غسانیہ: ان سے آپ کے بیٹے عبد الرحمن الاصغر، عمر الاصغر اور بیٹیاں ام موسیٰ اور ام حسن پیدا ہوئیں۔

۴- حزمہ بنت قیس بن خالد بن وہب: ان سے محمد بن سعید، ابراہیم الاصغر، عبد اللہ الاصغر، ام حبیب الکبریٰ، ام الحسن الصغریٰ، ام زید الکبریٰ، ام سلمہ، ام حبیب الصغریٰ اور ام سعید الکبریٰ پیدا ہوئے۔ ام سعید الکبریٰ حضرت سعید بن زیدؓ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔

۵- ضُمخ بنت الاصبغ (از بنو کلب): ان کی اولاد عمرو الاکبر، طلحہ بن سعید اور زُجلہ بنت سعید ہیں۔ طلحہ بن سعید اپنے والد کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

۶- ام الاسود (از بنو تغلب): ان کے بچوں کے نام عمرو الاصغر اور الاسود ہیں۔

۷- بنت قربۃ (از بنو تغلب): ان کی اولاد ابراہیم الاکبر اور حفصہ بنت سعید ہیں۔

۸- ام ولد (ام خالد): ان کی اولاد خالد، ام خالد بنت سعید اور ام نعمان بنت سعید ہیں۔ ان کے بیٹی ام خالد والد کی زندگی میں فوت ہوگئی تھیں۔

۹- ام بشیر بنت ابو مسعود انصاریہ: ان کی ایک بیٹی ام زید الصغریٰ بنت سعید ہے۔

۱۰- ام ولد (ام عائشہ): ان سے آپ کی چار بیٹیاں ہوئیں: عائشہ بنت سعید، زینب بنت سعید، ام عبد الحولاء بنت سعید اور ام صالح بنت سعید۔

یہ سب نام ابن سعد نے لکھے ہیں۔ ان کے مطابق آپ کے چودہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں، یعنی کل اولاد ۳۲ تھی۔ آپ کی وفات کے وقت ۱۳ صاحبزادے اور ۱۵ صاحبزادیاں بقید حیات تھیں [xviii]

ذریعۂ معاش

حضرت سعید بن زیدؓ تجارت کرتے تھے۔ یہی ان کا اصل ذریعۂ معاش تھا۔ اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے ان کو خیبر اور عقیق میں کچھ زمین عطا فرمائی تھی۔ بعد میں خلفائے راشدین کے دور میں بھی ان کو زمین کے کچھ قطعات ملے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں عراق میں ایک جاگیر عطا فرمائی۔ چونکہ زراعت سے آپ کو زیادہ دلچسپی نہیں تھی، اس لیے اس جاگیر سے کچھ زیادہ آمدنی نہیں ملتی تھی۔ بدری صحابہ کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ آپ کی آمدنی کا ایک مستقل ذریعہ تھا۔ کثیر العیال ہونے کے باوجود آپ سے جب کبھی کسی نے سوال کیا تو اسے کبھی مایوس نہیں لوٹایا۔ کچھ نہ کچھ مدد فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا ترکہ آپ کی چار بیواؤں، ۱۵ بچیوں اور ۱۳ بچوں میں تقسیم کیا گیا۔ غیر منقولہ املاک وزرعی اراضی سے اچھی خاصی رقم ملی جس کی وجہ سے ہر وارث کو معقول حصۂ وراثت ملا۔

حلیہ مبارک

سیرت کی کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ آپ کا حلیہ بہت جاذبِ نظر تھا۔ قد لمبا، رنگ سرخی مائل گندمی، بال لمبے، گھنے اور جسم مضبوط، نہ بہت موٹا، نہ بہت پتلا، ناک لمبی اور اونچی، چہرے پر سنجیدگی اور نور، زبان پر ذکر الٰہی اور دل میں خشیت ربّانی۔ یہ تھے عشرہ مبشرہ کے گوہر نایاب، حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ!

روایت حدیث

حضرت سعیدؓ بھی دیگر معروف صحابہ کی طرح آنحضور ﷺ کے بہت قریب رہے، مگر حدیث روایت کرنے میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ آپ سے تقریباً پچاس احادیث مروی ہیں۔ وہ مشہور حدیث جس میں آپ a نے کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کی سخت وعید سنائی ہے، آپ کی روایت کردہ ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مشہور حدیث جس میں عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا گیا ہے، دو صحابہ سے

روایت ہوئی ہے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ۔ آپ کی کنیت ابوالاعور تھی۔ آپ نے بیان کیا میں نو حضرات کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر ان کے ساتھ دسویں آدمی کے بارے میں بھی یہ شہادت دوں کہ وہ جنتی ہے تو گناہ گار نہ ہوں گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ دسواں کون ہے؟ تو فرمایا: خود یہ راوی۔[xix]

ایک اور اہم حدیث جس کے راوی حضرت سعید بن زیدؓ ہیں سنن نسائی میں امام احمد بن شعیب النسائی نے لکھی ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے: حضرت سعید بن زیدؓ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے، وہ بھی شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کے دفاع میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔[xx]

مصادر و مراجع

---

[i]۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، 3747۔

[ii]۔ سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۲۴-۲۲۵

[iii]۔ سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۲۹، ۲۳۱-۲۳۲

[iv] البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، طبع دار ابن حزم، بیروت، ص ۳۸۲، سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۳۲

[v]۔ سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۲۶-۲۲۷

[vi]۔ سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۲۶

[vii]۔ سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۲۳۰

[viii]۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، طبع دار ابن حزم، بیروت، ص ۳۸۳

[ix]۔ صحیح بخاری، کِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ، باب ما ذبح علی النصب والاصنام، حدیث ۵۴۹۹، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، طبع دار ابن حزم، بیروت، ص ۳۸۳

[x]۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، طبع دار ابن حزم، بیروت، ص ۳۸۴

[xi]۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۰-۳۸۱

[xii]۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، لابن حجر العسقلانی، ج ۳، مطبوعہ دار صادر بیروت، ص ۵۶۷

[xiii]۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، لابن حجر العسقلانی، ج ۳، مطبوعہ دار صادر بیروت، ص ۴۶

[xiv]۔ التوبہ ۹:۱۰۲

[xv]۔ صحیح مسلم، کِتَابُ الْمُسَاقَاةِ، باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا، ۴۱۳۲، عن سعید بن زیدؓ، بخاری: 3198،

[xvi]۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، لحافظ ابن عبد البر، ص ۲۷۰-۲۷۱

[xvii]۔ اسد الغابہ، اردو ترجمہ، ج ۱، حصہ چہارم، ص ۸۵۷

[xviii]۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۱-۳۸۲

[xix]۔ معارف الحدیث، حصہ ہشتم، ص ۲۸۷ بحوالہ جامع الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، 3748۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

[xx]۔ سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، بَابُ: مَنْ قَاتَلَ دُونَ أَهْلِهِ، ح۴۰۹۹، عن سعید بن زیدؓ، ترمذی:1418، ابوداود:4772۔